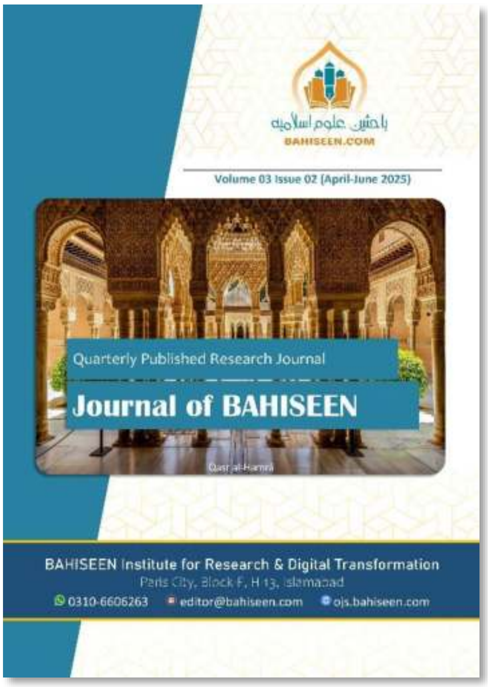

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 03,
July -September 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for
Research & Digital
Transformation, Islamabad

جراحیِ حسن(Aesthetic Surgery)کا فقہی و اصولی مطالعہ
A Jurisprudential and Theoretical Study of Aesthetic Surgery

Gulam Mustafa
Lecturer, Institute of Islamic Studies,
Mirpur University of Science and Technology MUST AJK
Dr. Muhammad Inam Ul Haq
Senior Lecturer, Department of Islamic Studies,
Shifa Tameer-E-Millat University, Islamabad Park Road Campus
Email: inam.fssh@stmu.edu.pk
Dr. Inayat Ur Rahman
Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization,
University of Management and Technology, Lahore
Email: inayatbary@gmail.com

Abstract
Modern medical science has made it possible, through aesthetic surgery, to alter the structure of the human body and enhance external beauty. The trend of such procedures is rapidly increasing worldwide, whether it involves correcting facial features, removing wrinkles, or reshaping body structure. This dimension gains particular significance because Islamic law provides clear guidance on unnecessary alterations to the human body, where principles such as *taghyīr khalq Allāh* (alteration of God’s creation), “necessity,” and “need” play a central role. Historical evidence demonstrates that human requirements, medical advancements, and Sharīʿah principles have always progressed side by side, and despite changing circumstances, the continuity of juristic guidance has remained intact.

This study emphasizes that in Islam, aesthetic surgery is permissible only when it aims at treatment or the removal of a defect, whereas procedures motivated solely by adornment, fashion, or personal desire are prohibited. The research explores the foundations upon which the permissibility or prohibition of aesthetic surgery is determined, how the distinction between necessity and mere desire can be drawn, and to what extent modern medical standards can be incorporated within the Sharīʿah framework. In addressing these questions, the study also considers the historical development of scholarly discourse from the Abbasid period to contemporary times, engaging with the opinions of classical scholars such as ʿIzz ibn ʿAbd al-Salām and al-Shāṭibī, along with modern researchers. Comparative analysis of classical juristic texts and contemporary fatwas is conducted, and the extracted principles are examined in light of modern medical ethics, including patient informed consent and professional responsibility.

The findings of this research indicate that surgery with therapeutic or reconstructive objectives may be deemed permissible, whereas procedures undertaken solely for cosmetic enhancement are impermissible. On this basis, the study underscores the need for collaborative guidelines formulated jointly by experts in Islamic jurisprudence and medicine, raising public awareness, and fostering international cooperation to evaluate new surgical techniques from a Sharīʿah perspective.
Keywords: Aesthetic Surgery, Therapeutic Treatment, Medical Necessity, Alteration of Creation, Juristic Principles, Islamic Medical Ethics

جراحیِ حسن کے شرعی حکم کو متعین کرنے کے لیے فقہی اصولی مباحث بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں کسی بھی طبی یا جمالیاتی عمل کا جواز محض طبی فائدے یا شخصی خواہش پر نہیں بلکہ ایسے اصولوں پر قائم ہوتا ہے جو قرآن و سنت، اجماع اور قیاس سے ماخوذ ہیں۔ ان اصولوں کا مقصد یہ طے کرنا ہے کہ کہاں ضرورت (ضرورتِ شرعیہ) اور حاجت (ضرورتِ حاجیہ) کی بنیاد پر گنجائش دی جا سکتی ہے اور کہاں محض زیب و زینت، اسراف یا غیر شرعی مشابہت کی بنا پر اس کی ممانعت ہوگی۔ اس پس منظر میں، تغییر خلق اللہ، ضرورت و حاجت، مصلحت و مفسدہ کا توازن، اسراف و تبذیر، تشبہ، اور ضرر کا ازالہ جیسے اصول نہ صرف نظریاتی رہنمائی فراہم کرتے ہیں بلکہ عملی فتاویٰ اور طبی فیصلوں میں بھی براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔

اصولی مباحث

(الف) تغییر خلق اللہ

اسلامی شریعت میں "تغییر خلق اللہ" کا تصور اس بنیادی اصول کو ظاہر کرتا ہے کہ انسان اللہ کی تخلیق کو بلاوجہ بدلنے سے گریز کرے۔ یہ حکم انسانی وقار اور تخلیق کی فطری حالت کی حفاظت کے لیے ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: "وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ"[1]

فقہاء کے نزدیک بلا ضرورت اور محض زیب و زینت کے لیے جسمانی ساخت بدلنا "تغییر خلق اللہ" کے تحت ممنوع ہے، جیسا کہ متعدد احادیث میں بھی آیا ہے۔ لہٰذا، کسی بھی جراحیِ حسن کا شرعی حکم طے کرتے وقت سب سے پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ آیا یہ محض ظاہری تبدیلی ہے یا حقیقی ضرورت۔

(ب) ضرورت و حاجت

شریعت میں ضرورت اور حاجت کے اصول انسانی اور بقا کے لیے رخصت فراہم کرتے ہیں، لیکن یہ رخصت بے جا استعمال کے لیے نہیں۔ "الضرورات تبیح المحظورات"[2] "ضرورت میں بعض ممنوع امور جائز ہو جاتے ہیں۔ علاجی (تَدَاوِي) سرجری یا شدید نفسیاتی و معاشرتی نقصان کے ازالے کی صورت میں حاجت بھی رخصت کا سبب بن سکتی ہے[3]۔ اس اصول کے تحت وہ کاسمیٹک سرجری جائز ہو سکتی ہے جو جسمانی بیماری، پیدائشی نقص یا شدید نفسیاتی دباؤ کو کم کرنے کے لیے ہو، نہ کہ صرف زیب و زینت کے لیے۔

(ج) مصلحت و مفسدہ کا توازن

اسلامی فقہ میں فیصلوں کا ایک اہم معیار یہ ہے کہ کسی بھی عمل میں فائدہ اور نقصان کا موازنہ کیا جائے اور غالب پہلو کے مطابق حکم لگایا جائے۔ قاعدہ ہے کہ "درء المفاسد أولى من جلب المصالح[4]" اگر نقصان (طبی خطرات، اسراف، تکبر) فائدے سے زیادہ ہو تو عمل ممنوع ہوگا، ورنہ جائز ہو سکتا ہے۔ کاسمیٹک سرجری کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت ممکنہ جسمانی خطرات، نفسیاتی اثرات، اور مالی بوجھ کو لازماً مد نظر رکھنا ہوگا۔

(د)اسراف وتبذیر

شریعت مالی وسائل کے فضول خرچ یا دکھاوے کے لیے استعمال کو سخت ناپسند کرتی ہے، کیونکہ یہ اخلاق اور معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ "إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ"[5] محض زیب وزینت کے لیے مہنگی سرجری کرانا، جب حقیقی ضرورت نہ ہو، اسراف میں شامل ہو سکتا ہے۔ اگر جراحیِ حسن کا مقصد صرف سماجی رُعب یا فیشن ہو تو یہ شرعاً قابلِ مذمت عمل ہو گا۔

(ہ)تشبہ

تشبہ یعنی کسی اور قوم یا جنس کی مشابہت اختیار کرنا اسلامی تہذیب اور تشخص کی حفاظت کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ مخالف جنس یا غیر مسلم اقوام کی مشابہت کے لیے جراحی کرانا شرعاً ممنوع ہے، جیسا کہ سنن ابی داود میں آیا ہے[6]۔ کسی جراحی کا مقصد اگر صرف کسی خاص قوم یا جنس کی شکل و صورت اپنانا ہو، تو یہ فقہی اصول کی روشنی میں ناجائز ہو گا۔

(و)ضرر کا ازالہ

اسلام میں انسانی صحت اور وقار کی حفاظت اہم ترجیح ہے، اس لیے نقصان کو دور کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔ "الضرر یزال[7]"، نقصان کو دور کرنا واجب ہے۔ جسمانی نقص یا شدید نفسیاتی دباؤ کو دور کرنے کے لیے جراحی جائز یا مستحب ہو سکتی ہے۔ یہ اصول اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جہاں کاسمیٹک سرجری حقیقی جسمانی یا نفسیاتی نقصان کو کم کرے، وہاں اسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ اصولی مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں جراحیِ حسن کا جواز اس وقت ممکن ہے جب وہ حقیقی علاجی یا باز سازی مقاصد پر مبنی ہو اور اس کا نتیجہ انسانی وقار اور صحت کے تحفظ میں نکلے۔ اس کے برعکس، محض فیشن، خود نمائی، غیر شرعی مشابہت یا غیر ضروری جسمانی تبدیلی کی غرض سے کی جانے والی جراحی فقہی اصولوں کی روشنی میں ممنوع قرار پاتی ہے۔ امام عزبن عبد السلام اور امام شاطبی جیسے اکابر علماء کی اصولی رہنمائی آج بھی یہ معیار فراہم کرتی ہے کہ کسی بھی طبی مداخلت میں مصلحت غالب اور ضرر کم سے کم ہونا چاہیے۔ اس طرح، فقہی اصول نہ صرف ماضی میں بلکہ موجودہ دور میں بھی جمالیاتی جراحی کے بارے میں ایک متوازن اور شرعی بنیاد فراہم کرتے ہیں، جو انسانیت کی فلاح اور شریعت کی پاسداری دونوں کو یکجا کرتی ہے۔

دورِ نبوی ﷺ میں حضرت محمد ﷺ کی ہدایات اور اس دور کے واقعات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر جسمانی نقص یا ضرر لاحق ہو تو جراحی یا مصنوعی عضو کا استعمال شرعاً جائز ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات میں انسانی صحت اور انسانی وقار کو اہمیت حاصل ہے۔ اسی لیے انسانی صحت اور وقار کی بحالی کے لیے علاجی جراحی کی اجازت شریعت میں موجود ہے۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی یہی رہنمائی جاری رہی، اور ضرورت کی بنیاد پر طبی مداخلت کو شرعی جواز حاصل رہا۔ بعد کے ادوار میں تابعین اور تبع تابعین نے ان اصولوں کو مزید مدون کرتے ہوئے "الضرر یزال" اور "الضرورات تبیح المحظورات" جیسے قواعد کو عملی فتاویٰ میں نافذ کیا۔ آج کے فقہی ادارے اسی تاریخی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے علاجی اور باز سازی جراحی کو جائز اور محض فیشن یا غیر ضروری تبدیلی کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

دورِ نبوی ﷺ

اسلام میں جراحی کی اولین اور مستند مثال ہمیں عہدِ نبوی ﷺ سے ملتی ہے، جو علاجی (تَدَاوِي) ضرورت اور شریعت کے توازن کو واضح کرتی ہے۔ حدیث من أصيب أنفه هل يتخذ أنفا من ذهب[8] کے تحت ذکر ہے کہ جب حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی ناک غزوہ میں کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوائی، مگر اس سے بدبو آنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی[9]۔ یہ واقعہ فقہی

قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات" کی عملی مثال ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علاجی (تَدَاوِي) مقصد کے لیے جسمانی اعضاء کی تبدیلی جائز ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ علاج یا عیب کی اصلاح کے لیے جراحی کی اجازت ہے۔حدیث میں آیا ہے:

"لَعَنَ رسولُ اللهِ الواشِمَاتِ والمُتَنَمِّصَاتِ والمتفلّجاتِ للحَسَنِ المُغَيِّرَاتِ خَلقَ اللهِ"[10]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت صرف اس وقت ہے جب مقصد حسن پیدا کرنا ہو، لیکن اگر علاج یا عیب کی بر طرفی ہو تو کوئی حرج نہیں[11]۔ اس کے برعکس، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو بال جوڑتی ہیں، دانت گھڑواتی ہیں حسن پیدا کرنے کے لیے، بھنویں باریک کرتی ہیں، اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں[12]۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ محض زیبائش کے لیے اللہ کی بنائی ہوئی فطری ساخت میں تبدیلی ممنوع ہے۔

یوں عہدِ نبوی ﷺ کی ہدایات نے واضح حد قائم کر دی کہ ضرورت پر مبنی جراحی جائز ہے، جبکہ غیر ضروری تبدیلی شرعاً ممنوع ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں جراحی کی اجازت صرف علاجی (تَدَاوِي) ضرورت یا عیب کی اصلاح کی صورت میں دی گئی، جیسے حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کو سونے کی ناک لگوانے کی اجازت کا واقعہ، جو فقہی قاعدہ "الضرورات تبیح المحظورات" کی مثال ہے۔ اس کے برعکس، محض حسن پیدا کرنے یا فطری ساخت میں بلاضرورت تبدیلی کو ممنوع قرار دیا گیا، جیسا کہ "المتفلجات للحسن" اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے واضح ہوتا ہے۔ یوں شریعت نے علاجی (تَدَاوِي) جراحی کو جائز اور غیر ضروری زیبائش کو حرام قرار دیا۔

دورِ خلافتِ راشدہ و تابعین میں جراحی کا رجحان اور فقہی رہنمائی

دورِ خلافتِ راشدہ و تابعین میں جراحی کا رجحان اپنی نوعیت میں نہایت محدود اور علاجی (تَدَاوِي) ضرورت تک مقید تھا۔ اور دورِ نبوی ﷺ کے طریقوں اور اصول اور احادیث پر عمل پیرا رہیں۔ اس دور میں جراحی عموماً جنگی زخمیوں، حادثات، یا پیدائشی نقائص کی اصلاح کے لیے کی جاتی تھی، نہ کہ محض جمالیاتی مقاصد کے لیے۔ صحابی عرفجة بن أسعدؓ کا واقعہ اس کی روشن مثال ہے کہ جب جنگ میں ناک ضائع ہو گئی تو ابتدا میں چاندی کی ناک لگائی گئی، مگر بدبو کی شکایت پر رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی۔ اس سے فقہی اصول اخذ کیا گیا کہ علاج اور ضرر کے ازالے کے لیے جسم میں تبدیلی جائز ہے، مگر محض حسن کے لیے یہ تغییر خلق اللہ کے زمرے میں آ کر ناجائز ہو جاتی ہے۔ اسی تناظر میں امام مالکؒ جیسے فقہانے بھی غیر ضروری تبدیلی کو مکروہ اور شریعت کے منافی قرار دیا۔ تابعین کے اکابر علما مثلاً حسن بصریؒ اور عطاء بن ابی رباحؒ نے اسی اصول کو برقرار رکھا، اور یوں یہ موقف بعد کے ادوار کے لیے ایک مستحکم فقہی و اصولی بنیاد بن گیا۔

عباسی دور اسلامی سائنس و طب کا سنہری مرحلہ تھا، اور جراحی کا فن ایک منظم اور عملی شعبے کی شکل اختیار کرنے لگا۔ اس دور میں، ابو القاسم الزہراوی نے اپنی شاندار تصنیف، کتاب التصریف لمن عجز عن التألیف میں ناک، ہونٹ اور چہرے کے زخموں کی مرمت سے متعلق مفصل مسردات، تشریحی ڈایاگرامز اور مخصوص جراحی آلات کا بیان دیا[13]۔ ان کا کام جراحی کو علمی، عملی، اور سائنسی اعتبار سے آگے بڑھانے میں سنگِ میل ثابت ہوا۔ اسی طرح، ابنِ سینا نے اپنی عظیم الشان کتاب، القانون في الطب[14]، میں جلد کے امراض، داغ دھبے، اعضاء کی اصلاح، خون کے بہاؤ کو روکنے کے طریقے اور دقیق جراحی اصول بیان کیے[15]۔ تمام تر علمی مباحث اور علاجی (تَدَاوِي) بنیادوں پر مبنی۔ یہ دونوں ماہرین باقاعدہ طور پر جراحی کو جمالیاتی تغیّرات سے ممتاز کرتے ہوئے صرف علاجی (تَدَاوِي) ضرورت اور جسمانی نقصان کی اصلاح کے لیے قابل قبول قرار دیتے ہیں[16]۔ نتیجتاً، عباسی دور کی طبی ترقی نے جراحی کو ایک مضبوط، عملی، اور شرعی اصولوں کے مطابق رہنمائی یافتہ شعبہ کی حیثیت سے مستحکم کیا۔

مغلیہ و عثمانی ادوار اور عصر حاضر

مغلیہ اور عثمانی سلطنتوں میں جراحی کا شعبہ مسلسل ترقی کرتا رہا، مگر علاجی (تدَاوِي) ضرورت اور شرعی اصول ہمیشہ ساتھ ساتھ قائم رہے۔ عثمانی سلطنت میں باقاعدہ طبی ادارے اور فوجی اسپتال قائم کیے گئے، جہاں ماہر جراح جنگی زخمیوں اور حادثات کے متاثرین کے علاج پر مامور تھے۔[17] اس دور میں شرف الدّین صابونجی اوغلو نے اپنی مشہور کتاب Cerrahiyyetu'l-Haniyye میں جراحی کے طریقہ کار تفصیل سے بیان کیے، جو آج بھی تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔[18] فقہی ہدایات کے مطابق علاجی (تدَاوِي) جراحی جائز تھی، مگر محض فیشن یا زیبائش کے لیے اعضاء میں تبدیلی ممنوع سمجھی جاتی تھی۔

برصغیر میں مغل دور میں یونانی و اسلامی طب غالب رہی۔ بمارستان قائم تھے اور اطباء، جیسے حکیم علی گیلانی، علاجی (تدَاوِي) جراحی میں مہارت رکھتے تھے۔ موتیابند کی ابتدائی سرجری، دانت نکالنے اور فریکچر ٹھیک کرنے جیسے طریقے عام تھے۔[19]،[20] تاہم، معاشرتی اور مذہبی قدغنوں کی وجہ سے جراحی کا رجحان جمال یا فیشن کے مقصد سے بہت محدود رہا۔ یہ تمام تاریخی شواہد اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اسلامی معاشروں میں جراحی کا ارتقاء ہمیشہ شرعی اخلاقیات کے دائرے میں ہوا۔ علاجی (تدَاوِي) جراحی جائز تھی، جبکہ بلاضرورت جمالیاتی تبدیلیاں ممنوع قرار پائیں۔

الغرض اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں جراحیِ حسن ہمیشہ فقہی و اخلاقی اصولوں کے ماتحت رہی۔ جہاں علاجی (تدَاوِي) ضرورت ہو، وہاں جراحی جائز اور مفید سمجھی گئی، مگر غیر ضروری اور محض زیبائش کی غرض سے کی جانے والی تبدیلی کو "تغییر خلق اللہ" کے تحت ممنوع قرار دیا گیا۔ اس تسلسل نے نہ صرف طب کو اخلاقی بنیاد فراہم کی بلکہ شریعت اور سائنسی ترقی میں توازن بھی قائم رکھا۔

دورِ حاضر میں کتاب التصریف لمن عجز عن التألیف جیسے عباسی دور کے علمی ورثے کی طرز پر جراحی کے میدان میں جدید تحقیقات اور عملی ترقی نے نہ صرف جمالیاتی جراحی (Aesthetic Surgery) بلکہ بازسازی (Reconstructive Surgery) کو بھی نئے سائنسی معیار تک پہنچا دیا ہے۔ جدید میڈیکل جرائد جیسے IIUM Medical Journal اور "Cosmetic Surgery in Islamic Jurisprudence" میں اسلامی فقہی اصولوں ــــ خصوصاً "الضرورات تبیح المحظورات" اور "الضرر یزال" کو عصرِ حاضر کی سرجری پر منطبق کرکے واضح کیا گیا ہے کہ پیدائشی نقص، حادثاتی زخم، یا بیماری سے متاثرہ اعضاء کی بحالی کے لیے سرجری جائز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید طبی اخلاقیات میں "informed consent" (مکمل شعور پر مبنی رضامندی) اور "professional responsibility" (پیشہ ورانہ ذمہ داری) جیسے تصورات کو بھی فقہی دائرے میں شامل کیا گیا ہے، تاکہ شرعی اجازت اور طبی احتیاط دونوں یکجا رہیں۔ اسی تسلسل میں، دورِ جدید کی فقہی اور تحقیقی تحریریں عباسی دور کے علمی و سائنسی ورثے کو عصری زبان میں آگے بڑھاتی ہیں، مگر واضح سرحدیں بھی قائم رکھتی ہیں۔ جدید فتاویٰ اور تحقیقی مقالات اس بات پر متفق ہیں کہ محض حسن و زیبائش کے لیے اعضاء میں تبدیلی "تغییر خلق اللہ" کے تحت ممنوع ہے، جبکہ علاجی (تداوی) اور ضرر کے ازالے کی غرض سے کی جانے والی جراحی نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات مستحب بھی ہو سکتی ہے۔ یوں موجودہ عہد میں جراحی کا کام عباسی دور کی سائنسی تفصیل اور فقہی تمیز دونوں کا تسلسل ہے، جہاں جدید ٹیکنالوجی اور آلات، ماضی کے علم و اخلاق کے ساتھ مل کر ایک متوازن اور شریعت کے مطابق طبی عمل کو ممکن بناتے ہیں۔

اصولی مباحث پر فتوی جات کا جائزہ

ا۔ اصولی بنیاد

امام عزبن عبد السلام اپنی شہرہ آفاق کتاب، قواعد الأحكام في مصالح الأنام، میں واضح کرتے ہیں کہ شرعی احکام کی بنیاد مصلحت پر ہے، اور ان میں ضرر و مفسدہ کو دفع یا کم کرنا اصل مقصد ہوتا ہے[21]۔ ان کے بیان کردہ اصول، "الأشد يزال بالأخف"، (بڑا نقصان چھوٹے نقصان سے دور کیا

جاتا ہے) اور، "يختار أهون الشرين"، (دو برائیوں میں کم برائی کو اختیار کیا جاتا ہے) فقہ اسلامی میں علاجی (تَدَاوِي) جراحی کی شرعی جواز کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

۲۔ دورِ نبوی کی عملی مثال

ایک صحابی (عرفجہ بن أسعد رضی اللہ عنہ) کی ناک جنگ میں کٹ گئی تو نبی ﷺ نے پہلے چاندی کی ناک لگانے کی اجازت دی، لیکن جب اس سے بدبو آنے لگی تو سونے کی ناک لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی[22]۔ یہ مثال ظاہر کرتی ہے کہ جسمانی نقص کے علاج کے لیے جراحی اور مصنوعی اعضاء کا استعمال شرعاً جائز ہے۔

۳۔ فقہی رہنمائی

اسی اصول کے تحت فقہاء نے فتویٰ دیا کہ اگر کسی مریض کے جسم پر زہریلا پھوڑا، سرطان یا ایسا عضو ہو جو باقی جسم کے لیے خطرہ بن جائے، تو اس کو جراحی کے ذریعے کاٹ دینا جائز ہے تاکہ مرض پھیلنے سے روکا جاسکے۔ یہ حکم اسی قاعدے پر مبنی ہے کہ "ضرر کو ازالہ کرنا شرعی مقصد ہے"، اور یہ علاجی (تَدَاوِي) ضرورت میں آتا ہے نہ کہ غیر ضروری حسن آرائی میں۔

یہ تمام مثالیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ شریعت میں جراحی اس وقت جائز ہے جب مقصد حقیقی علاج اور ضرر کا ازالہ ہو۔ امام عزبن عبد السلام کا پیش کردہ اصول آج بھی اسلامی میڈیکل فقہ میں بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

ابتدائی فقہی اصولوں نے واضح کیا ہے کہ انسانی ضرورت کی صورت میں ممنوع امور کو شریعت کی روانی میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ ماہنامہ دخترانِ اسلام کے مضمون میں بیان کیا گیا ہے کہ فقہاء نے "الضرورات تبيح المحظورات" کا اصول قائم کیا، یعنی اگر کوئی علاجی (تَدَاوِي) یا جسمانی نقص پیدا ہو، جیسا کہ موٹاپے یا دیگر امراض، تو غیر معمولی چیزیں بھی جائز ہو سکتی ہیں[23]۔ یہ بنیادی اصول اسلامی فقہ میں انسانی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے غیر معمولی صورتوں میں رخصت دینے کی بنیاد ہے۔ ایک اور مضمون ہے جس میں متعدد فقہی اداروں نے محض ظاہری زیبائش کے لیے سرجری کو واضح طور پر ناجائز قرار دیا ہے۔ ایک فتوے میں بیان کیا گیا ہے کہ محض حسن میں اضافہ یا طویل المدت جمال برقرار رکھنے کے لیے سرجری شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اور اس کام پر ملنے والی اجرت بھی ناجائز ہو سکتی ہے۔ البتہ اگر پیدائشی عیب یا حادثہ کی وجہ سے جسمانی ساخت خراب ہو اور کوئی دوسرا حل دستیاب نہ ہو، تو اس استثنا میں سرجری کی اجازت ہے[24]۔ یہ بیان شرعی اصول کا عملی اظہار ہے کہ صرف "ضرورت" کی بنا پر ہی سرجری جائز ٹھہرتی ہے، نہ کہ ہر صورت میں۔

جامعہ علوم اسلامیہ، عالیہ بنوری ٹاؤن کے فتاویٰ نے جراحیِ حسن کے حوالے سے انتہائی تفصیلی اور عملی شرعی رہنمائی فراہم کی ہے۔ اگر کسی عورت نے ماہر جراح سے اپنے ہونٹ بڑے، پستان چھوٹے یا بزرگ کروائے، یا فرج یا کولہوں میں تبدیلی کروائی، تاکہ ظاہری جمالیاتی تناظر بہتر ہو تو فقہی نگرانی میں اس کی جائزیت یا عدمِ جائزیت کا تعین ضروری ہے[25]۔ یہ فتویٰ ہمیں یہ سمجھانے میں مؤثر ہے کہ اسلامی فقہ میں جمالیاتی مقاصد سے کی جانے والی سرجری کو کس کیفیت میں جائز یا ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔

کینسر یا دوسرے عارضی نقص کے معاملے میں علاجی (تَدَاوِي) مقصد، جیسے کینسر یا اپنڈکس کی جراحی، شریعت میں قطعی طور پر قابلِ بحث ہیں۔ جامعہ بنوریہ کے ایک فتوے میں کہا گیا کہ جب ماہر ڈاکٹر کسی بیماری، مثلاً کینسر یا اپنڈکس کی سرجری تجویز کرے، تو علاج کی غرض سے آپریشن کروانا شرعی طور پر جائز ہے[26]۔ یہ واضح فرق اسلامی فقہی منطق میں "علاجی (تَدَاوِي) ضرورت" اور "زیبائش" کے درمیان ایک واضح تمیز فراہم کرتا ہے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کے ایک فتوے میں سرجری کے شرعی موقف کی جامع اور مختصر وضاحت موجود ہے۔ فتویٰ نمبر 66442 میں کہا گیا ہے: محض حسن میں اضافہ کے لیے سرجری کرنا بغیر شدید شرعی عذر کے ناجائز ہے، البتہ اگر کوئی جسمانی عیب یا حادثہ ہو اور اظہارِ عیب

قابلِ قبول نہ ہو، تب سرجری جائز ہے[27]۔ یہ موقف دلائل کے درمیان توازن برقرار رکھتے ہوئے شرعی حدود میں رہ کر جائز فیصلہ دیتی ہے کہ صرف علاجی (تَدَاوِي) مقاصد میں اجازت ہے، جمال آرائی میں نہیں۔

اسلامی قانون میں جراحیِ حسن یا کاسمیٹک سرجری کے موضوع پر شرعی اور فقہی بنیادوں کا جائزہ ضروری ہوتا ہے، خاص طور پر جب اس میں جسمانی ترتیب میں تبدیلی اور جمالیاتی اضافہ شامل ہو۔ مضمون میں مؤلفین نے واضح کیا ہے کہ اسلام ایک جامع مذہب ہے جو نئے مسائل کے حل کے لیے روحانی لچک فراہم کرتا ہے۔ انہوں نے ابتدائی فقہا کے اصول اور قرآن و حدیث سے ماخوذ قواعد کو اجتہادی بنیاد پر پیش کیا ہے جن کے تحت درست علاجی (تَدَاوِي) ضرورت کی صورت میں کاسمیٹک سرجری کی اجازت ہے۔ اس میں مثالیں شامل ہیں جیسے حادثے کے نتیجے میں کسی عضو کا نقصان، پیدائشی معذوری، جلنے یا ٹوٹ جانے سے چہرے کے نقائص، وغیرہ، جہاں سرجری انسانی جسم کی ساخت کی بحالی یا درستگی کے مقصد سے جائز ہوتی ہے[28]۔ اسلامی فقہی حکمت میں علاجی (تَدَاوِي) یا ضروری مقصد کے لیے جسمانی سرجری کی اجازت لچکدار بنیادوں پر دی جاتی ہے، بشرطیکہ وہ اللہ کی مخلوق میں غیر ضروری دخل اندازی نہ ہو۔

IIUM Medical Journal: فقہی فتاویٰ پر Maqāṣid Shariah کے تناظر میں تجزیہ نامی مضمون میں مفاہیم شریعت کے ذریعے جمالیاتی اور بازسازی سرجری پر فتاویٰ کا تجزیہ ایک جدید فقہی پہلو پیش کرتا ہے۔

IIUM میڈیکل جرنل کے ایک مطالعے میں Maqāṣid، بنیادی نقطہ نظر سے سرجری کے مقاصد کو "ضرورت"، "فدیگاری (need)" اور "حسن" کے درمیانی فرق کے تناظر میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مضمون میں بیان کیا گیا کہ باز سازی (reconstructive) یا ضرورت پر مبنی سرجری شریعت میں قابلِ اجازت ہے، جبکہ محض جمالیاتی تبدیلی (aesthetic beautification) کو محدود یا مشروط طور پر جائز سمجھا جاتا ہے[29]۔ یہ نقطہ نظر اسلامی فلسفی اصولوں کو طبی مسائل کے عہد حاضر کے تناظر میں معتدل انداز میں مربوط کرتا ہے۔

ایک اور تحقیقی مضمون Aesthetic Surgery and Religion: Islamic Law Perspective" جس میں اسلامی قانون کی روشنی میں جمالیاتی سرجری Aesthetic Surgery پر غور و فکر کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کے محققین نے بتایا کہ اسلام عام طور پر جسمانی جمال میں تبدیلی کو ممنوع قرار دیتا ہے، لیکن علاجی (تَدَاوِي) مقاصد یا جسمانی نقص کی درستگی کے تحت اس سے استثنا دیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام کی اصل تو یہ ہے کہ انسان اپنی تخلیق سے مطمئن رہے، لیکن شریعت میں "تغییرِ خلق اللہ" کی ممانعت مکمل نہیں ہے بلکہ "مذید حرص یا افراط" کیلئے ہے، یعنی ضرورت کی صورت میں استعمال کی اجازت دی جاتی ہے[30]۔ یہ مضمون اسلامی ذخیرۂ فکر میں علاجی (تَدَاوِي) جراحی کو محدود رخصت کے دائرے میں دیکھتا ہے، شریعت کے متوازن اطار میں۔

Cosmetic Surgery in Islamic Jurisprudence: A Comparative Analytical Study With Contemporary Medical Law"

یہ جدید تحقیقی مطالعہ اسلامی فقہ اور عصری طبی قانون کے تناظر میں جمالیاتی سرجری کے فقہی موقف کا موازنہ اور تجزیہ پیش کرتا ہے۔ (Mohammad Ali G. Al Zuraib (2025 نے یہ مطالعہ پیش کیا کہ اسلامی فقہ میں ضرورت، نقص کا ازالہ اور انسانی جسم کی حرمت (ḥurmat al،jasad) جیسے اصول جمالیاتی سرجری میں رہنما ہیں۔ ساتھ میں، عصری طبی قانون میں "مکمل شعور پر مبنی رضامندی (informed consent)، پیشہ ورانہ ذمہ داری (professional responsibility) اور تشخیصی / اختیاری مداخلت (therapeutic vs elective interventions)" کے معیارات کو بھی شامل کیا گیا ہے[31]۔

یہ موقف اسلامی فقہ اور جدید طبی اخلاقیات کے مشترکہ دائرے میں، جمالیاتی سرجری کو ایک متوازن اور ذمہ دارانہ نقطہ نظر سے دیکھتا ہے[32]۔

فقہی موقف کا خلاصہ

اس پورے متن کا جامع فقہی خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں جراحیِ حسن (Cosmetic Surgery) کی شرعی حیثیت کا تعین بنیادی طور پر مقصد اور ضرورت پر منحصر ہے۔ اگر سرجری کا مقصد علاجی (تَدَاوِي) ضرورت، جسمانی نقص کا ازالہ، یا حادثے اور بیماری سے پیدا ہونے والے عیب کی درستگی ہو، تو یہ جائز بلکہ بعض اوقات مستحب ہے۔ اس جواز کی بنیاد اصولِ فقہ کے قواعد جیسے الضرورات تبیح المحظورات، الضرر یزال، الأشد یزال بالأخف اور یختار أھون الشرین پر ہے، جیسا کہ حضرت عرفجہ بن أسعدؓ کی ناک کا سونے سے بدلنے کی نبوی اجازت سے بھی ثابت ہے۔

البتہ، اگر جراحی کا مقصد محض حسن و جمال میں اضافہ، فیشن، خود نمائی، یا کسی غیر قوم / مخالف جنس کی مشابہت اختیار کرنا ہو، تو یہ "تغییر خلق اللہ" کے زمرے میں آکر شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ جدید فقہی فتاویٰ اور تحقیقی مطالعات بھی اسی فرق کو واضح کرتے ہیں کہ Reconstructive Surgery (بازسازی) شریعت میں قابلِ اجازت ہے، جب کہ Aesthetic Beautification (محض آرائش) محدود یا ممنوع ہے۔ اس کے ساتھ معاصر طبی اخلاقیات کے تقاضے—جیسے informed consent اور professional responsibility کو بھی شرعی رہنمائی کے ساتھ ہم آہنگ رکھا جاتا ہے تاکہ علاج شرعی حدود اور سائنسی احتیاط دونوں کے مطابق ہو۔

علاجی (تَدَاوِي) یا حقیقی ضرورت کی اجازت

اسلامی فقہ میں انسانی جسم کو اللہ کی امانت سمجھا جاتا ہے اور اس کی فطری ساخت میں بلاوجہ مداخلت کو سخت ناپسند کیا گیا ہے۔ جراحیِ حسن (Cosmetic Surgery) کے حوالے سے فقہاء نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ علاجی ضرورت اور محض زیبائش کے درمیان واضح فرق قائم رکھا جائے۔ ضرورت کی صورت میں سرجری شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے جائز ہے، لیکن جب مقصد صرف فیشن، خود نمائی یا غیر قوم کی مشابہت ہو، تو یہ "تغییر خلق اللہ" کے تحت ممنوع ہو جاتی ہے۔ موجودہ دور میں، جب طب اور جراحی کی سہولیات غیر معمولی حد تک ترقی یافتہ ہو چکی ہیں، اس فرق کو سمجھنا اور اس کی شرعی حدود کی وضاحت مزید ضروری ہو گئی ہے۔

1. غیر ضروری تبدیلی اور اس کی حدود

جب سرجری کا مقصد محض جمال میں اضافہ یا نفس کی لذت ہو، تو شرعی حدود کا تعین ضروری ہے۔ مضمون میں واضح بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص "زیبائش، فیشن، مکروہ نفسانیت یا خود پسندی کے لیے" سرجری کروائے، جیسا کہ ناک، بے بنیاد حسن پروری کے لیے ناک کی شکل بدلانا، جھریاں مٹانا یا دیگر مقتدر تکنیکی تبدیلیاں، تو اسلام اس کو غیر شرعی قرار دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی کارروائیاں "تغییر خلق اللہ" کے زمرے میں آتی ہیں، جس کی اللہ نے ممانعت فرمائی ہے۔ مضمون میں مثال کے طور پر بریسٹ امپلیمنٹیشن اور جوانی کی علامات کو لُک کر بڑھائی جانے والی تبدیلیوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو شرعاً ممنوع ہیں۔ یہ واضح فرق اسلامی فقہی نظام میں انسان کی فطرت سے ملفر تبدیلی اور ضروری اصلاح کے درمیان ایک ٹھوس حدود فراہم کرتا ہے۔

2. شرعی اصول اور قواعد کا امتزاج

اسلامی قانون میں جدید چیلنجز کے سامنے اصولی رہنمائی کس طرح کام کرتی ہے، اس کا عبوری جائزہ مفید ہوتا ہے۔ مضمون کا خلاصہ بتاتا ہے کہ اسلام بنیادی اصولوں پر قائم ہے: "ضرورت کے تحت ممنوع چیز مباح ہو سکتی ہے" ("الضرورات تبیح المحظورات")، اور ساتھ ہی "اللہ کی تخلیق میں غیر ضروری تبدیلی" ممنوع ہے ("تغییر خلق اللہ")۔ اس اصولی امتزاج سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے طب اور جراحی کے میدان میں ترقی کو گلہ کرنے کی بجائے اسے راہِ متوازن پر رکھا ہے—جہاں علاجی (تَدَاوِي) ضرورت کی صورت میں طبی جدت کو حلال اور معاون سمجھا گیا، جبکہ

فیشن یا خود پسندی سے کی جانے والی سرجری کو مسترد کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ اسلام نے طب اور جمالیاتی ترقی کو فقہی تشخیص کی بنیاد پر قابلِ فروغ بنایا ہے، مگر اس میں اخلاقی و شرعی حدود کی پابندی لازم قرار دی ہے۔

3. اسلام اور جدید طب کے اصولی تصورات

اسلام ایک لچک دار نظامِ فکر ہے، جو ہر دور میں انسانی فلاح و بہبود کے لیے شریعت کی روشنی میں جدید مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ الطاف حسین میمن اور ڈاکٹر نعمت اللہ سومرو کے تحقیقی آرٹیکل میں مؤلفین بیان کرتے ہیں کہ اسلام طبی سائنس کو خوش آمدید کہتا ہے۔ خاص طور پر وہاں جہاں جراحیِ حسن کا مقصد کسی جسمانی نقص یا عارضے کے ازالہ پر مبنی ہو۔ یعنی حادثے، پیدائشی نقائص، جلنے، یا دیگر جسمانی عوارض کی صورت میں سرجری جائز ہے، لیکن محض جمال کے لیے اس کی اجازت نہیں[33]۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ نے طب کی ترقی کو شرعی دائرے میں رکھتے ہوئے جراحیِ حسن کو "ضرورت" کے تحت قابلِ قبول قرار دیا ہے۔

4. ضرورت بمقابلہ خواہش، فقہی تفریق

اسلام میں جراحی کا اعتبار بنیادی طور پر اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ مقصد علاجی (تَدَاوِي) ضرورت ہے یا خودغرض جمال پسند خواہش۔ Al-Bahis، جریدے کے مذکورہ مضمون میں مؤلفین نے الضرورات تبیح المحظورات (ضرورت ممنوع کو جائز بناتی ہے) کے اصول کی روشنی میں وضاحت کی ہے کہ اگر سرجری کا مقصد جسم کی ساخت یا فنکشن کی بحالی ہو، جیسے عیب، حادثے یا پیدائشی نقص کی اصلاح، تو اسے شرعاً جائز قرار دیا گیا ہے۔ تاہم، جب مقصد صرف ظاہری حسن یا خود پسندی ہو، جیسا کہ ناک یا بریسٹ کی شکل و صورت میں تبدیلی، جھریوں کا خاتمہ وغیرہ—تو وہ اسلام میں ممنوع ہے کیونکہ یہ اللہ کی خلق میں غیر ضروری تبدیلی ہے[34]۔ یہ اصولی امتیاز اسلامی جراحیِ حسن میں مرز، محض فیشن یا دوسروں کی تقلید پر مبنی سرجری کو واضح طور پر غیر شرعی قرار دیتا ہے۔

5. جمال و علاج کی حدود

بنیادی فقہی و شرعی تشریحات کو مقامی دارالافتاء جیسے ادارے بھی عملی فتووں میں واضح کرتے ہیں۔ اسلام ویب کے فتویٰ (Case No. 400975) میں کہا گیا ہے کہ سہل حدود میں، عارضی یا معمولی جمالیاتی فرق جیسے تھوڑا بڑا یا چھوٹا ناک حصہ، اگر جسمانی یا نفسیاتی نقصان نہیں ہے، تو اس کی سرجری جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ عضو جسمانی یا نفسیاتی نقصان کا سبب بن رہا ہو—جیسے بے اعتمادی یا شدید شر تو اس صورت میں سرجری کی اجازت ممکن ہے بشرطیکہ وہ تبدیلی غیر ضروری حد کو نہ پہنچے[35]۔ یہ موقف اسلامی فقہ میں "ضرورت اور علاج" کے اصول کی عملی وضاحت فراہم کرتا ہے، جہاں سرجری کا جائزہ حال کی ضرورت کے مطابق لیا جاتا ہے۔

یوں فقہی اصول اور معاصر طبی رہنمائی دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ جراحیِ حسن کی اجازت صرف اسی وقت دی جا سکتی ہے جب وہ حقیقی علاجی (تَدَاوِي) ضرورت یا جسمانی نقص کے ازالے کے لیے ہو، نہ کہ محض آرائش یا خواہش کی تکمیل کے لیے۔ شریعت کا یہ متوازن رویہ نہ صرف انسانی وقار اور فطری ساخت کی حفاظت کرتا ہے بلکہ جدید طبی ترقی کو اخلاقی و شرعی دائرے میں رہتے ہوئے فروغ دیتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے جراحی اور طب کی پیش رفت کو رد نہیں کیا بلکہ اسے ایسے اصولی سانچے میں ڈھالا ہے جو انسان کی جسمانی، نفسیاتی اور روحانی فلاح کو یکجا کرتا ہے۔

نتائج

مندرجہ بالا تحقیقی مطالعے اور فقہی تجزیے کی روشنی میں جراحیِ حسن (Aesthetic Surgery) کے حوالے سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے اور شرعی و عملی رہنمائی کے طور پر چند سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔

1۔ اسلام میں جراحیِ حسن کی شرعی حیثیت کا تعین بنیادی طور پر مقصد اور ضرورت پر منحصر ہے۔

2۔ اگر سرجری علاجی (تَدَاوِي) ضرورت، جسمانی نقص کے ازالے، یا حادثے / بیماری سے پیدا ہونے والے عیب کی درستگی کے لیے ہو تو یہ جائز بلکہ بعض اوقات مستحب ہے۔

3۔ محض حسن و جمال میں اضافہ، فیشن، خود نمائی یا مخالف جنس / غیر قوم کی مشابہت اختیار کرنے کے لیے جراحی "تغییر خلق اللہ" کے تحت ناجائز ہے۔

4۔ فقہی قواعد جیسے "الضرورات تبیح المحظورات، الضرر یزال"، اور "الأشد یزال بالأخف" جراحی کی اجازت یا ممانعت کا اصولی معیار فراہم کرتے ہیں۔

5۔ تاریخی اور جدید دور دونوں میں بازسازی (Reconstructive Surgery) کو قبولیت ملی ہے، مگر محض آرائش پر مبنی سرجری کو فقہی و اخلاقی حدبندی کا سامنا ہے۔

سفارشات:

1۔ جراحی سے قبل واضح طور پر علاجی ضرورت اور محض جمالیاتی خواہش کے درمیان فرق کیا جائے، اور فیصلہ فقہی اصولوں کی روشنی میں کیا جائے۔

2۔ معاصر طبی اخلاقیات کے تقاضے جیسے informed consent اور professional responsibility کو شرعی رہنمائی کے ساتھ ہم آہنگ رکھا جائے۔

3۔ فقہی ادارے اور طبی ماہرین مل کر ایسے رہنما اصول تیار کریں جو شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے جدید جراحی سہولیات کا درست استعمال ممکن بنائیں۔

4۔ عوامی آگاہی کے لیے یہ وضاحت ضروری ہے کہ "ضرورت" اور "خواہش" میں فرق نہ صرف شرعی اعتبار سے بلکہ طبی و نفسیاتی اعتبار سے بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

5۔ مستقبل میں اس موضوع پر بین الاقوامی اسلامی میڈیکل کونسلز کے تحت مزید تحقیقی مطالعات کیے جائیں تاکہ نئی جراحی تکنیکوں کے شرعی پہلوؤں پر بروقت رہنمائی دستیاب ہو سکے۔ ان نتائج اور سفارشات کا مقصد یہ ہے کہ جراحیِ حسن کے حوالے سے شرعی اصولوں، فقہی قواعد، اور معاصر طبی اخلاقیات کو یکجا کر کے ایک ایسا متوازن فریم ورک فراہم کیا جائے جو انسانی جسم کی حرمت کو برقرار رکھتے ہوئے جدید طبی ترقی سے فائدہ اٹھانے کی راہ ہموار کرے۔

حوالہ جات

1 سورة النساء: رقم الآية 119

2 شرح القواعد الفقهية، لأحمد بن الشيخ محمد الزرقاء، صححه وعلق عليه: مصطفى أحمد الزرقاء، ناشر: دار القلم - دمشق / سوريا ط: الثانية، 1409هـ - 1989م (ص: 185) وانظر: الأشباه والنظائر للسيوطي (ص: 84)

3 أبو داود، السنن، كتاب الطب، باب في الدواء، حديث رقم 3855۔ "جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ، فَسَلَّمْتُ فَقَعَدْتُ، فَجَاءَ أَعْرَابٌ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَتَدَاوَى؟ قَالَ: تَدَاوَوْا يَا عِبَادَ اللهِ، فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً، غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ: الْهَرَمُ۔ عثمان بن شریکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ کے صحابہ اس طرح خاموش بیٹھے تھے جیسے اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ اتنے میں مختلف اطراف سے دیہاتی آ گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا ہم علاج نہ کریں؟ آپ

ﷺ نے فرمایا کہ علاج کرو، اے اللہ کے بندو! کیونکہ اللہ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کا علاج بھی اتارا ہے، سوائے ایک بیماری کے، اور وہ ہے بڑھاپا (یعنی بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں)"۔

4 الأشباه والنظائر، لتاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين السبكي (771هـ) الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1411هـ- 1991م، (1/ 105)

5 سورة الإسراء: رقم الآية 27

6 أبو داود، سليمان بن الأشعث السجستاني. سنن أبي داود. تحقيق محمد محيي الدين عبد الحميد. القاهرة: المكتبة العصرية، د.ت، كتاب اللباس، باب في لباس النساء، حديث: 4031.

7 آل بورنو، محمد صدقي بن أحمد. ،الوجيز في إيضاح قواعد الفقه الكلية، بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة، 1416هـ ـ 1996م، ص 258.

8 سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (275هـ) تحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت، رقم الحديث 4232) والترمذي رقم (1770)

9 ـ النسائي، كتاب الزينة، باب: من أُصيب أنفه هل يتخذ أنفًا من ذهب، حديث رقم: 5165

10 ـ صحيح بخارى 5931 :، صحيح مسلم 212

11 النووي، يحيى بن شرف. ،شرح النووي على صحيح مسلم،. تحقيق دار الكتب العلمية، دمشق، ط.١، ١٤٠٩هـ/١٩٨٨م، ص ١٠٧: "وأما قوله: المتفلجات للحسن المغيرات خلق الله،... وإنما الممنوع ما كان لطلب الحسن؛ وأما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب فِي السنّ ونحوه فلا بأس."

12 سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب: الواصلة والواشمة (بالوں کو جوڑنے اور گودنا گودنے والی عورتوں پر وارد وعید کا بیان)، حدیث نمبر: 1989۔

13 الزہراوی، ابو القاسم،،، ،التصريف لمن عجز عن التأليف،، جلد 30، باب "فی اصلاح العیوب"، تحقیق: محمد الصادق البوشیخی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1986ء۔

14 ابن سينا، حسين بن عبد الله ،القانون فی الطب، تحقیق: یوسف القاضی، دار الکتب العربی، بیروت، 1999ء۔

15 Spink, M.S. & Lewis, G.L., ‹Albucasis on Surgery and Instruments‹, Wellcome Institute of the History of Medicine, London, 1973.

16 Savage-Smith, Emilie, ‹Islamic Medical Manuscripts‹, U.S. National Library of Medicine, 1994.

17 Istanbul Darüşşifas (Hospitals) in the Classical Period," ‹Istanbul Tarihi‹, accessed August 13, 2025. [https://istanbultarihi.ist/476-istanbul-darussifas-hospitals-in-the-classical-period?utm.

18 Şerafeddin Sabuncuoğlu. ‹Cerrahiyyetü'l-Haniyye (Imperial Surgery)‹. 15th century. Biography and influence. ‹Wikipedia‹. Accessed August 13, 2025. (https://en.wikipedia.org/wiki/Sabuncuo%C4%9Flu_%C5%9Eerafeddin).

19-Bimaristan. Wikipedia‹. Accessed August 13, 2025. [https://en.wikipedia.org/wiki/Bimaristan] (https://en.wikipedia.org/wiki/Bimaristan).

20 Medical Techniques and Practices in Mughal India." In ‹History of Technology in India‹, edited by Harbans Mukhia. New Delhi: INSA, 2012. Accessed August 13, 2025. [https://archive.org/details/MedicalTechniquesAndPracticesInMughalIndia] (https://archive.org/details/MedicalTechniquesAndPracticesInMughalIndia).

21 العز بن عبد السلام. ،قواعد الأحكام في مصالح الأنام،. تحقيق نزيه حماد. دمشق: دار القلم، 1999م.

22 سنن النسائي، كتاب الزينة، باب من أصيب أنفه هل يتخذ أنفاً من ذهب، حديث: 5165.

23 ـ کاسمیٹک سرجری کی جدید صورتیں اور ان کا شرعی حکم"،، دخترانِ اسلام، (ماہنامہ)، جولائی 2020

24 Online Fatwa, "پلاسٹک سرجن کی آمدن…"، فتوہ نمبر 66442، Online Fatwa Darulifta Binoria۔

25 جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، "سرجری سے متعلق شرعی حکم"، 4 اپریل 2023۔

26 جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، "بیماری کے علاج کے لیے آپریشن کروانا"، 21 اگست 2020۔

27 Online Fatwa Darulifta Binoria, "زیب وزینت یا علاج کیلئے سرجری کا حکم" (فتوی نمبر 66442

[28] Memon, Altaf Hussain, and Naimatullah Soomro. "Plastic Surgery in the Light of Quran and Hadith، ".(پلاسٹک سرجری کا اسلامی تصور (ایک تحقیقی جائزہ: Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research،, Vol. 2 No. 2 (July–Dec 2021): 91–101. Accessed August 13, 2025.
[29] Maqasid-Based Analysis of Fatwas on Cosmetic and Reconstructive Surgery." ،International Medical Journal Malaysia، (IIUM), Accessed August 13, 2025.
[30] Atiyeh, Bishara S. Mohamed Kadry, Shady N. Hayek, and Ramzi S. Moucharafieh. "Aesthetic Surgery and Religion: Islamic Law Perspective." ،Aesthetic Plastic Surgery، 32, no. 1 (2008): 1–10. [https://doi.org/10.1007/s00266-007-9040-7] (https://doi.org/10.1007/s00266-007-9040-7.
[31] Al Zuraib, Mohammad Ali G. "Cosmetic Surgery in Islamic Jurisprudence: A Comparative Analytical Study with Contemporary Medical Law." ،Journal of Neonatal Surgery، 14, no. 12 (2025): 1062–64.
32 Islamweb Fatwa Centre،. "Cases When Cosmetic Plastic Surgeries are Permitted." Fatwa No. 400975 (July 14, 2019). Accessed August 13, 2025.
[33] Memon, Altaf Hussain, and Naimatullah Soomro. "Plastic Surgery in the Light of Quran and Hadith، ".(پلاسٹک سرجری کا اسلامی تصور (ایک تحقیقی جائزہ: Al-Bahis: Journal of Islamic Sciences Research، 2, no. 2 (2021): 91–101. Accessed August 13, 2025. https://www.brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/75] (https://www.brjisr.com
[34] Islamweb Fatwa Centre،. "Cases When Cosmetic Plastic Surgeries are Permitted." Fatwa No. 400975 (July 14, 2019). Accessed August 13, 2025.
[35] https://www.islamweb.net/en/fatwa/400975/cases-when-cosmetic-plastic-surgeries-are-permitted] (https://www.islamweb.net/en/fatwa/400975/cases-when-cosmetic-plastic-surgeries-are-permitted